11فروری1963

ازعدالت عظمیٰ

اسٹیٹ آف پنجاب

بنام

مسمات۔قیصر جہان بیگم اور دیگر

(ایس کے داس،اے کے سارکر اور این راجگو پالا آیانگر، جسٹسز۔)

معیاد کا حد—اراضی کے حصول کا قانون،(1894 کا 1)،دفعہ 18۔

25اکتوبر 1953 کو کلکٹر نے ضلع گڑگاؤں میں انخلا کرنے والوں کی زمین کے حوالے سے ایک ایوارڈ دیا۔ جواب دہندگان کو حصول کے بارے میں مطلع نہیں کیا گیا تھا اور وہ ایوارڈ کے وقت موجود نہیں تھے۔

جواب دہندگان نے کلکٹر کے سامنے ایک درخواست دائر کی جس میں کہا گیا کہ انہیں ایوارڈ کے مندرجات کے بارے میں 22 جولائی 1955 کو تب معلوم ہوا جب انہیں معاوضے کی رقم موصول ہوئی اور یہ کہ ایوارڈ میں دی گئی 96 روپے فی ایکڑ کی رقم بہت کم تھی اور زمین کی بازار قیمت تقریبا 600 روپے فی ایکڑ تھی۔کلکٹر نے درخواست قبول کر لی اور اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت معاملہ سینئر فاضل جج، گڑگاؤں کو بھیج دیا۔سینئر ماتحت جج نے فیصلہ دیا کہ حوالہ کے لیے درخواست جو 30 ستمبر 1955 کو کی گئی تھی، دفعہ 18 کے ذریعے مقرر کردہ حد سے آگے دائر کی گئی تھی اور حوالہ کو خارج کر دیا۔مدعا علیہان کی طرف سے اس معاملے کو نظر ثانی کے لیے ہائی کورٹ میں لے جایا گیا اور ہائی کورٹ نے نظر ثانی کی درخواست کو قبول کر لیا اور فاضل جج کو ہدایت کی کہ وہ میرٹ کی بنیاد پر حوالہ سے نمٹیں، اس خیال پر کہ سول کورٹ کو مخصوص معاملات کے علاوہ دیگر سوالات میں جانے سے روک دیا گیا تھا۔ 18 ایکٹ سے۔ہائی کورٹ نے حد بندی کے سوال پر میرٹ پر فیصلے کی درستگی پر غور نہیں کیا۔خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ سول عدالت حد بندی کے سوال میں جا سکتی ہے، جواب دہندگان جو ایکٹ کی دفعہ 12، ذیلی دفعہ 2 کے تحت نوٹس کے حقدار تھے، تسلیم شدہ طور پر کوئی نوٹس موصول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی وہ اس وقت موجود تھے جب ایوارڈ دیا گیا تھا اور اس لیے نہ تو شق (اے) اور نہ ہی دفعہ 18 کی شق (بی) کا پہلا حصہ لاگو ہوا۔

ایکٹ کی اسکیم کے مطابق دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کے لیے درخواست دینے سے پہلے متعلقہ فریقین کو ایوارڈ کے ضروری

مندرجات کا علم ہونا چاہیے اور موجودہ معاملے میں درخواست گزاروں کو اگرچہ ایوارڈ کے بارے میں پہلے معلوم ہوا تھا لیکن انہیں 22 جولائی 1955 تک ایوارڈ کے ضروری مندرجات کا علم نہیں تھا، اس لیے دفعہ 18 کی شق (بی) کے دوسرے حصے میں زیر غور چھ ماہ کی مدت اس تاریخ سے شروع ہوگی اور ریفرنس کے لیے درخواست وقت کے اندر تھی۔

راجہ ہریش چندر راج سنگھ بنام ڈپٹی لینڈ ایکوزیشن آفیسر، [1962] 1 ایس سی آر 676، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 592۔

سول ریویژن نمبر 268 آف 1958 میں چندی گڑھ میں پنجاب ہائی کورٹ کے 16 نومبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے آر گنپتی آئیر اور آر این سچتے۔

ایس پی سنہا اور شوکت حسین، مدعا نمبر 2 کے لیے۔

1963...11 فروری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس کے داس، جے– یہ پنجاب ہائی کورٹ کے 16 نومبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے جو 17 دسمبر 1957 کے ایک حکم کے سلسلے میں نظر ثانی کی درخواست پر پنجاب ہائی کورٹ نے منظور کیا تھا جس کے ذریعے گڑگاؤں کے سینئر فاضل جج نے فیصلہ دیا تھا کہ گڑگاؤں کے کلکٹر کی طرف سے اراضی کے حصول کے قانون (1894 کا ایکٹ ا) کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ اس صورت حال کی وجہ سے نااہل تھا کہ یہ وقت سے آگے دائر درخواست پر کیا گیا تھا۔ ہمارے سامنے اپیل کنندہ ریاست پنجاب ہے اور جواب دہندگان دو خواتین ہیں جن کا تعلق ماں اور بیٹی کے طور پر ہے۔ ہم فی الحال متعلقہ حقائق بیان کریں گے، لیکن ایسا کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری ہے کہ جس واحد نکتے پر ہائی کورٹ نے جواب دہندگان کی طرف سے اس کے سامنے کی گئی نظر ثانی میں درخواست کو نمٹا دیا، وہ یہ تھا کہ کیا وہ سول عدالت جس کا حوالہ کلکٹر کی طرف سے اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت وقت سے آگے دائر درخواست پر دیا گیا ہے، حوالہ کو اس بنیاد پر مسترد کر سکتی ہے کہ دیا گیا حوالہ نااہل ہے۔ اس نکتے پر عدالتی رائے کا تنازعہ ہے۔ نظر ثانی میں درخواست کو نمٹاتے ہوئے فاضل جج جس نے اس کی سماعت کی اس نے اس بنیاد پر کارروائی کی کہ وہ ہری کرشن کھوسلہ بنام ریاست پیپسو (1) میں اسی ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ کے فیصلے کا پابند ہے، جس میں کہا گیا تھا کہ سول عدالت کا دائرہ اختیار دفعہ 18 کے تحت ایک حوالہ پر ایکٹ کے تحت کسی ایوارڈ کے چار مختلف اعتراضات میں سے کسی پر غور کرنے اور اس پر فیصلہ سنانے تک محدود تھا جو حوالہ کے لیے

تحریری درخواست میں اٹھایا گیا ہو اور سول عدالت کو حد بندی کے سوال کا فیصلہ کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ لہذا، فاضل جج نے مزید سوال میں نہیں گیا کہ آیا موجودہ معاملے میں حوالہ کے لیے کی گئی درخواست وقت سے آگے دائر کی گئی تھی یا نہیں جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 18 کی شق میں کہا گیا ہے۔ تاہم یہ سوال ہمارے سامنے راجہ ہریش چندر راج سنگھ بنام ڈپٹی لینڈ ایکوزیشن آفیسر (2) کے فیصلے کی وجہ سے مشتعل رہا ہے، جو اس عدالت کا فیصلہ تھا جو اس وقت دستیاب نہیں تھا جب پنجاب ہائی کورٹ کے معروف فاضل جج نے درخواست کو نظر ثانی میں نمٹا دیا تھا۔

اب ہم متعلقہ حقائق بیان کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ جو جواب دہندگان نکالے گئے تھے وہ گڑ گاؤں ضلع کے سالار پور اور ناصر پور کے نام سے جانے والے دو دیہاتوں میں 55 بیگھا اور 7 بسوا زمین کے مالک تھے۔ مذکورہ بالا دو دیہاتوں میں ان کی زمینوں کے ساتھ ساتھ دوسرے دیہاتوں میں دیگر افراد کی زمینوں کو اپیل کنندہ نے فیلڈ فائرنگ اور بمباری رینج کے طور پر استعمال کرنے کے لیے حاصل کیا تھا۔ جواب دہندگان کو حصول کے بارے میں مطلع نہیں کیا گیا تھا اور انہیں ایوارڈ کے وقت پہلے نہیں بھیجا گیا تھا۔ جواب دہندگان نے الزام لگایا، اور اس کی تردید نہیں کی گئی، کہ کلکٹر نے جائیداد کو انخلا کی جائیداد کے طور پر مانا اور اراضی کے حصول کے قانون، 1894 کے ذریعے تجویز کردہ نوٹس میں سے کوئی بھی انہیں جاری نہیں کیا گیا۔ کلکٹر نے 25 اکتوبر 1953 کو ایک ایوارڈ دیا جس کے ذریعے انہوں نے جواب دہندگان کی زمینوں کے سلسلے میں 96 روپے فی ایکڑ کی شرح سے معاوضے کی اجازت دی۔ 24 دسمبر 1954 کو یعنی ایوارڈ کے ایک سال سے زیادہ عرصے بعد، جواب دہندگان نے کلکٹر کو ایک درخواست دی جس میں انہوں نے کہا کہ گاؤں سالار پور اور ناصر پور کی کچھ زرعی زمینوں کو کلکٹر نے 30 اکتوبر 1953 کے ایک ایوارڈ کے ذریعے لازمی طور پر حاصل کیا تھا (30 اکتوبر غالبا 25 اکتوبر کی غلطی تھی)، لیکن انہیں حصول کی کارروائی کا کوئی نوٹس نہیں دیا گیا۔ جواب دہندگان نے مزید کہا کہ ایوارڈ نے حصول سے متاثرہ زمین کے مالکان کو دیا جانے والا معاوضہ طے کیا تھا، لیکن ہر مالک کو ادا کی جانے والی رقم اس میں تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بعد مدعا علیہان نے لاہور ہائی کورٹ کے 13 نومبر 1944 کے ایک فیصلے اور فرمان کا حوالہ دیا جس کے تحت انہیں زیر بحث زمینوں کا مالک قرار دیا گیا تھا۔ جواب دہندگان کی جانب سے بیٹی کی شادی کے اخراجات کی ادائیگی کے مقصد سے جلد از جلد معاوضے کی رقم کی ادائیگی کے لیے درخواست کی گئی تھی، لیکن معاوضے کی رقم میں اضافے کے لیے جواب دہندگان کے دعوے پر تعصب کے بغیر۔ ایسا لگتا ہے کہ معاوضے کی رقم 22 جولائی 1955 کو ادا کی گئی تھی اور 30 ستمبر 1955 کو جواب دہندگان نے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ کے لیے کلکٹر کو درخواست دی۔ اس درخواست میں جواب دہندگان نے کہا کہ انہیں 22 جولائی 1955 کو ایوارڈ کے بارے میں معلوم تھا جب انہیں معاوضے کی رقم ملی تھی اور اس لیے درخواست وقت کے اندر تھی۔ انہوں نے ایوارڈ پر جو بنیادی اعتراض اٹھایا وہ یہ تھا کہ زمین کی مارکیٹ ویلیو 96 روپے فی ایکڑ نہیں تھی جیسا کہ ایوارڈ میں دیا گیا تھا، بلکہ تقریبا 600 روپے فی ایکڑ تھی۔ کلکٹر نے اس درخواست کو بہت مختصر ترتیب میں قبول کر لیا جس میں کہا گیا تھا:

"— پبلک پراسیکیوٹر کو سنا گیا ہے۔ ایم ایس ٹی۔ تیمور جہاں بیگم نے اس سلسلے میں حلف نامہ داخل کیا ہے کہ انہیں اس ایوارڈ کے بارے میں اس وقت کوئی علم نہیں تھا جب اسے بنایا گیا تھا اور انہیں اس کے بارے میں صرف جولائی 1955 میں

معلوم ہوا جب انہیں ایوارڈ کی رقم ملی۔ مجھے اس کے برعکس یہ ثابت کرنے کے لیے کچھ نہیں دکھایا گیا ہے کہ ایوارڈ درخواست گزاروں کے علم میں دیا گیا تھا۔ان حالات میں اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 18 کے تحت درخواست کو معاوضے کے تعین کے لیے سول عدالت کو بھیجنا صرف منصفانہ اور منصفانہ ہوگا، جو میں اس طرح کرتا ہوں۔"

اس کے مطابق سول عدالت اور گڑگاؤں کے سینئر فاضل جج کو ایک حوالہ دیا گیا جس نے یہ سنا کہ کلکٹر کو حوالہ جنگ کے لیے کی گئی درخواست وقت کے ساتھ روک دی گئی ہے، کیونکہ کلکٹر کا ایوارڈ 25 اکتوبر 1953 کو دیا گیا تھا اور حوالہ کے لیے درخواست 30 ستمبر 1955 کو کی گئی تھی۔فاضل جج نے کچھ شکوک وشبہات کا اظہار کیا کہ آیا جواب دہندگان معلومات کی تاریخ سے حد کی مدت کو شمار کرنے کے حقدار ہیں لیکن انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ اگر وہ ایسا کرنے کے حقدار بھی ہیں تو ان کی معلومات کی تاریخ 24 دسمبر 1954 ہونی چاہیے جس تاریخ کو انہوں نے عبوری ادائیگی کے لیے درخواست دی تھی اور حوالہ کے لیے درخواست علم کی تاریخ سے چھ ماہ سے زیادہ عرصے بعد کی گئی تھی، درخواست کو ایکٹ کے دفعہ 18 کی شق کے معنی کے اندر وقت کے لحاظ سے روک دیا گیا تھا۔اس بارے میں کہ کیا سول کورٹ کے لیے حد بندی کے سوال میں جانے کا اختیار ہے، فاضل جج نے عدالتی رائے کے تصادم کا حوالہ دیا اور کہا کہ رائے کی اہمیت اس نظریے کے حق میں ہے کہ سول کورٹ اس سوال میں جا سکتی ہے تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ حوالہ قابل تھا یا نہیں۔معاملے کے اس نقطہ نظر میں، فاضل جج نے حوالہ کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ یہ نااہل تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہری کرشن کھوسلہ کے کیس (1) میں پنجاب ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کا فیصلہ، جس دن اس نے اپنے احکامات جاری کیے تھے، اس دن سبارڈیٹ جج کو دستیاب نہیں تھا۔اس کے بعد یہ معاملہ جواب دہندگان کی نظر ثانی کی درخواست پر ہائی کورٹ میں تھا اور ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہائی کورٹ نے ہری کرشن کھوسلہ کے کیس (1) کے فیصلے کی بنیاد پر اس سے نمٹا۔ ہائی کورٹ نے درخواست کو نظر ثانی میں قبول کر لیا، فاضل جج کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ میرٹ کی بنیاد پر ریفرنس سے نمٹیں۔ یہ ہائی کورٹ کے اس حکم سے ہے کہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے ہمارے پاس آئی ہے۔

اس مرحلے پر یہ ضروری ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 18 کی شق طے کی جائے:

"—............

بشرطیکہ ایسی ہر درخواست کی جائے گی،—

(a) اگر اسے بنانے والا شخص اس وقت کلکٹوریٹ کے سامنے موجود تھا یا اس کی نمائندگی کر رہا تھا جب اس نے اپنا ایوارڈ دیا تھا۔کلکٹر کے ایوارڈ کی تاریخ سے چھ ہفتوں کے اندر؛

(b) دیگر معاملات میں، دفعہ 12، ذیلی دفعہ (2) کے تحت کلکٹر سے نوٹس موصول ہونے کے چھ ہفتوں کے اندر، یا کلکٹر کے ایوارڈ کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر، جو بھی مدت پہلے ختم ہو جائے گی۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ اپیل کنندہ حد کی بنیاد اٹھا سکتا ہے، ہمارے سامنے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا 30 ستمبر 1955 کو کی گئی درخواست مذکورہ بالا شق کے معنی میں وقت کے اندر تھی۔ موجودہ معاملے میں پرو ویسو کی شق (اے) واضح طور پر لاگو نہیں ہوتی، کیونکہ تسلیم شدہ طور پر جواب دہندگان نہ تو موجود تھے اور نہ ہی کلکٹر کے سامنے نمائندگی کر رہے تھے جب کلکٹر نے اپنا ایوارڈ دیا۔ شق (ب) کا پہلا حصہ بھی لاگو نہیں ہوتا، کیونکہ جواب دہندگان کو ایکٹ کی دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کلکٹر کی طرف سے کوئی نوٹس موصول نہیں ہوا تھا۔ اس ذیلی سیکشن میں کلکٹر سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ایوارڈ کا فوری نوٹس ایسے دلچسپی رکھنے والے افراد کو دے جو ایوارڈ دیے جانے کے وقت ذاتی طور پر یا ان کے نمائندوں کے ذریعے موجود نہیں ہیں۔ واضح طور پر، جواب دہندگان یہاں دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت نوٹس کے حقدار تھے لیکن تسلیم شدہ طور پر انہیں کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔

جہاں تک پرو ویسو کی شق (ب) کے دوسرے حصے کا تعلق ہے، اس عدالت نے راجہ ہریش چندر کے معاملے (1) میں اس کے حقیقی دائرہ کار اور اثر پر غور کیا۔ وہاں یہ مشاہدہ کیا گیا کہ پرو ویسو کی شق (بی) کے دوسرے حصے میں آنے والے الفاظ "کلکٹر کے ایوارڈ کی تاریخ سے چھ ماہ" کی لفظی اور مکینیکل تعمیر مناسب نہیں ہوگی اور "ایوارڈ سے متاثر فریق کا علم، یا تو حقیقی یا تعمیری، منصفانہ کھیل اور فطری انصاف کی لازمی ضرورت ہونے کی وجہ سے، پرو ویسو میں استعمال ہونے والے اظہار کا مطلب اس تاریخ سے ہونا چاہیے جب ایوارڈ پارٹی کو مطلع کیا جاتا ہے یا اسے حقیقت میں یا تعمیری طور پر جانا جاتا ہے"۔ اعتراف ہے کہ ایوارڈ کے بارے میں جواب دہندگان کو کبھی مطلع نہیں کیا گیا۔ اس لیے ہمارے سامنے سوال اسی پر کھڑا ہے۔ جواب دہندگان کو اصل میں یا تعمیری طور پر ایوارڈ کا علم کب ہوا؟ اپیل کنندہ کے ماہر وکیل نے اس درخواست پر بہت زیادہ انحصار کیا ہے جو جواب دہندگان نے 24 دسمبر 1954 کو معاوضے کی عبوری ادائیگی کے لیے کی تھی۔ انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ فاضلہ جج نے جواب دہندگان کے علم کی تاریخ کو ظاہر کرنے کے طور پر اس درخواست پر انحصار کیا اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمیں مختلف نظریہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہمیں یہ واضح معلوم ہوتا ہے کہ راجہ ہریش چندر کے معاملے (اے) میں فیصلے کا تناسب یہ ہے کہ ایوارڈ سے متاثرہ فریق کو اسے اصل میں یا تعمیری طور پر جاننا چاہیے اور چھ ماہ کی مدت اس علم کی تاریخ سے چلے گی۔ اب، ایوارڈ کے علم کا مطلب محض اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ ایوارڈ دیا گیا ہے۔ علم کا تعلق ایوارڈ کے ضروری مواد سے ہونا چاہیے۔ ان مواد کو اصل میں یا تعمیری طور پر جانا جا سکتا ہے۔ اگر ایوارڈ ایکٹ کی دفعہ 12 (2) کے تحت کسی فریق کو مطلع کیا جاتا ہے، تو فریق کو واضح طور پر ایوارڈ کے مندرجات کے علم کے ساتھ طے کیا جانا چاہیے چاہے وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔ اسی طرح جب کوئی فریق ذاتی طور پر یا اپنے نمائندے کے ذریعے عدالت میں موجود ہوتا ہے جب کلکٹر کی طرف سے ایوارڈ دیا جاتا ہے، تو یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ وہ ایوارڈ کے مندرجات کو جانتا ہے۔ ایکٹ کی اسکیم کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ ایوارڈ کے علم کا مطلب ایوارڈ کے ضروری مواد کا علم ہونا چاہیے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں نہیں لگتا کہ 24 دسمبر 1954 کی درخواست سے یہ

اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جواب دہندگان کو ایوارڈ کا علم تھا۔ جواب دہندگان میں سے ایک نے فاضل جج کے سامنے گواہی دی اور اس نے کہا :

" نمائش ڈی — 1 کے طور پر نشان زد درخواست میری طرف سے دی گئی تھی لیکن معاوضے کی رقم مجھے معلوم نہیں تھی، اور نہ ہی مجھے زمین کے حصول کے بارے میں معلوم تھا۔ چودھری محمد۔ صادق، میرے کرندا نے جس دن میں نے مذکورہ درخواست دائر کی تھی مجھے بتایا تھا کہ زمین حکومت نے حاصل کر لی ہے۔"

یہ ثبوت اپیل گزار کی طرف سے سنجیدگی سے متضاد نہیں تھا اور فاضل جج نے اسے مسترد نہیں کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کلکٹر کے سامنے بھی اپیل کنندہ نے جواب دہندگان کے اس بیان کو سنجیدگی سے چیلنج نہیں کیا کہ انہیں 22 جولائی 1955 کو ایوارڈ کے بارے میں معلوم ہوا جس تاریخ کو معاوضہ ادا کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے جس جواب میں فاضل جج کے سامنے دائر کیا تھا اس بیان میں کوئی تضاد نہیں تھا کہ جواب دہندگان کو 22 جولائی 1955 کو ایوارڈ کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔ یہ مؤقف ہونے کے ناطے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس معاملے میں معلومات کی تاریخ 22 جولائی 1955 تھی۔ حوالہ کے لیے درخواست واضح طور پر اس تاریخ سے چھ ماہ کے اندر کی گئی تھی اور اس لیے شق کے دوسرے حصے کے معنی کے اندر وقت کی طرف سے اس پر پابندی نہیں تھی۔ (ب) ایکٹ کی دفعہ 18 کی شق۔

اس نظریے میں جو ہم نے حد معیاد کے سوال پر لیا ہے، ہمارے لیے دوسرے سوال کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کہ کیا سول عدالت، ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ پر، حد معیاد کے سوال میں جا سکتی ہے۔ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اس سوال پر عدالتی رائے کا تنازعہ ہے۔ ایک طرف بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد فیصلوں کی ایک لکیر ہے۔ اراضی کے حصول کا قانون (1)، جس میں کہا گیا ہے کہ سول عدالت کو خود کو مطمئن کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے کہ جس حوالہ پر اسے سماعت کے لیے بلایا گیا ہے وہ ایک درست حوالہ ہے۔ دوسری طرف، فیصلوں کی ایک لائن ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سول کورٹ کا دائرہ اختیار ایکٹ کے تحت کسی ایوارڈ کے چار مختلف اعتراضات میں سے کسی ایک پر غور کرنے اور اس پر فیصلہ سنانے تک محدود ہے جو حوالہ کے لیے تحریری درخواست میں اٹھایا گیا ہو۔ سکریٹری آف اسٹیٹ بمقابلہ بھگوان پرساد (2) میں الہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ، فیصلوں کے اس سلسلے کی خصوصیت ہے۔ اس طرح اس سوال پر عدالتی رائے کا واضح تنازعہ ہے۔ ہمارے خیال میں اس تنازعہ کو مستقبل کے موقع پر زیادہ مناسب معاملے میں حل کیا جانا چاہیے۔ ہمارے سامنے موجود معاملے میں سوال واقعی پیدا نہیں ہوتا ہے اور محض علمی ہے اور ہم موجودہ معاملے میں سوال کا فیصلہ نہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر ہم اخراجات کے ساتھ اپیل کو مسترد کر دیں گے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this
document